رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم
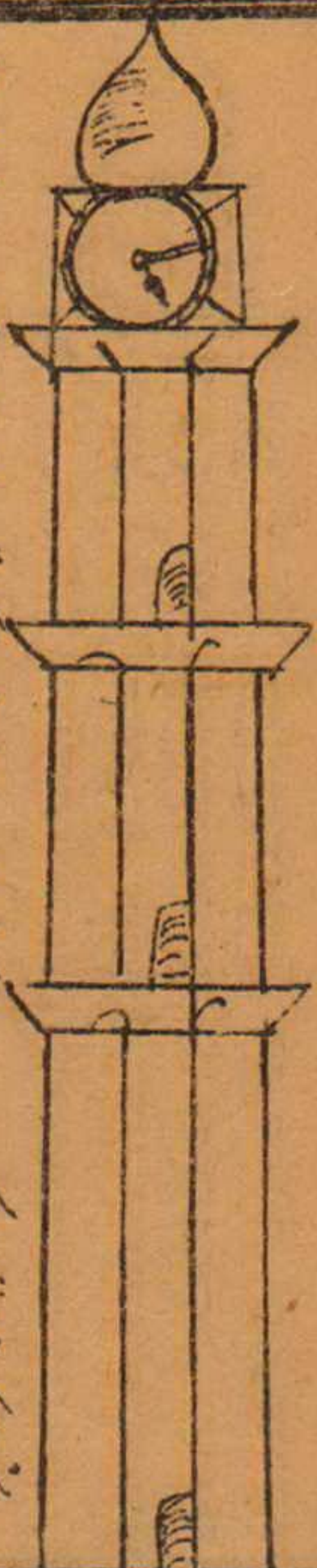
قادیان دورِ جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در ...

بہشتے ...

چندہ سالانہ ... والیان ... عوام ... ممالک غیر سے

قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲

مدیر اعلیٰ — مدیر مسئول

شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ✲ شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۲۵ — ۳۰ رجب / ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷/۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء یوم پنجشنبہ — نمبر ۲۴-۲۵

احمدی حجاج کیلئے اطلاع

میں چونکہ جہاز ایس ایس اسلامی پر ملازم ہوں۔ اور ہر سال خود بھی حج کے لئے جاتا ہوں۔ اس لئے جو احمدی دوست بھی ایس۔ ایس اسلامی پر سفر کرتے رہے ہیں میں ان کے آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہوں۔ اور اسی طرح میں نے معلم اسحاق خاں کمال الدین کے ذریعے متواتر تین چار سال سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں انتظام کر رکھا ہے۔ میں خود بھی وہاں ہی ہوتا ہوں۔ اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ احباب ایس۔ ایس اسلامی پر مجھ سے مل کر ہر طرح مدد لے سکتے ہیں اور جدہ میں معلم اسحاق خاں کمال الدین کے نام پر اتریں۔ انشاء اللہ کوئی تکلیف نہ ہوگی

شیخ محمد ابراہیم علی عرفانی
معرفت دفتر اخبار سالار ۲۶
یاقت منزل بلاسس روڈ بمبئی ۸

اسرار حقیقت

منافقوں کو کوئی دردِ آشنا نہ ملا
خدا کو چھوڑ کے تنکے کا آسرا نہ ملا

فریبِ نفس نے وہ سبز باغ دکھلائے
بہارِ گلشنِ احمد میں کچھ مزا نہ ملا

خدا نے بادۂ عرفاں کر دیا ارزاں
کہ تا کہے نہ کوئی "مجھ کو ساقیا نہ ملا"

اُٹھا ہے ابرِ گہر بار بزمِ احمد میں
وہ کیا شقی ہے جسے ساغرِ بقا نہ ملا

کچھ ایسے حسن کا جلوہ ہے میرے آقا میں
جہاں کو چھانا پہ کوئی حضور سا نہ ملا

مآلِ کذب کو جب دور بین سے دیکھا
تو اُس میں کچھ بھی بجز دشنۂ قضا نہ ملا

جما رہے تھے کبھی قادیاں میں جو اڈے
وہ یوں اُڑے کہ کہیں اُن کا نقشِ پا نہ ملا

سمجھ رہے تھے ہزاروں کو ہمخیال اپنا
مگر نکلنے پہ کوئی بھی ہمنوا نہ ملا

نکل کے دَیر سے کعبے کا رُخ کیا لیکن
"جناب شیخ کو کعبے میں بھی خدا نہ ملا"

اسلم بی۔ اے قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)

سیرت المہدی کا ایک ورق

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

منافقوں کا انجام بد

حضور اپنی مجلسوں میں یہ بھی تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالے نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو طرح طرح کی آزمائشوں سے آزمائیگا۔ فرماتے کہ اس خبر سے مجھے خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور غم بھی۔ کیونکہ یہی سنت اللہ ہے۔ کیونکہ وہ آزما کر پکوں اور کچوں کو جدا کر دے۔

فرماتے کہ مجھے غم تو اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش بہت سخت ہوا کرتی ہے۔ اور اس میں پورا اترنا ہر شخص کا کام نہیں ہوا کرتا۔ ہاں وہ شخص پورا اتر سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے نوازنا چاہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایسے آدمی جو بظاہر نہایت ہی خدمت گذار اور اخلاص میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے پوشیدہ نقائص کی وجہ سے عیوب کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اور گندے سے گندے الزام لگانے شروع کر دیتے۔ اور مخلصین سے کٹ کر مردود اور مخذول ہو جاتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں حضور مرزا خدا بخش کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیکھو مرزا خدا بخش بظاہر کیسا خدمت گذار تھا۔ اور اخلاص میں ڈوبا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر اس نے مجھ پر ایسا الزام لگایا کہ ایک ادنےٰ درجہ کا انسان بھی اسے صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔

حضور ذکر فرما کر جماعت کو ڈرایا کرتے تھے۔ کہ جماعت کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے تقوےٰ طلب کرتی رہے۔ حتی کہ شیطان مایوس ہو جائے۔ اور سرنگوں ہو جائے۔ اور کثرت سے استغفار اور ذکر الٰہی میں مصروف رہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ وہ احباب جن کو اس زمانے کی صحبت کا موقع ملا۔ وہ جانتے ہیں کہ مرزا خدا بخش کس طرح گداز ہوا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور خدمت دین کے لئے جوش ظاہر کیا کرتا۔ مگر اس کی اندرونی بیماری کی وجہ سے شیطان اس پر مسلط ہو گیا۔ اور اس نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ اور تقوےٰ کے بلند مقام سے گرا کر نیچے ڈال دیا۔ پس بالکل ڈرنے کا مقام ہے۔ آج پھر وہی نظارہ شیخ عبدالرحمن مصری کے وجود سے نظر آیا۔ جو ایک عرصہ تک خدمت دین کا اظہار کرتا رہا جس سے اسے خیال پیدا ہوا کہ وہ کچھ اثر اور رسوخ رکھتا ہے۔ حالانکہ نہ اس کا کوئی ذاتی اثر تھا نہ رسوخ۔ یہ جو کچھ تھا حضرت امام علیہ السلام کا احسان تھا۔ مگر جب مخفی کبر نے اسے اس مقام پر کھڑا کر دیا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ڈرایا کرتے تھے۔ تو وہ نہ صرف سلسلہ سے کٹ گیا۔ بلکہ نیکی اور تقوےٰ کی راہوں سے دور جا پڑا۔ سو میرے دوستو! یہ مقام عبرت ہے۔ چاہئے کہ ہر مومن ایسے لوگوں کا انجام دیکھ کر توبہ اور استغفار کرتا رہے۔ تا اس قسم کی ٹھوکروں سے محفوظ رہے

اس جگہ میں خدائے قدوس کی قسم کھا کر اس امر کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ خلافت ثانیہ کے قیام سے قبل اللہ تعالےٰ نے مجھ پر اپنے اس راز کو کھولا کہ میں نے فلاں شخص کو خلیفہ بنا دیا۔ پس یہی وہ اولوالعزم اور غیور امام ہیں۔ جن کو خدا نے اپنی قدرت کے ساتھ چنا اور منتخب کیا۔ ان کی آواز خدا تعالےٰ کے ارادہ اور مشیت کی آواز ہے۔ اور جو شخص بھی اس آواز کے خلاف آواز لگائے گا خواہ وہ مصری ہو یا کوئی اور۔ اس کی آواز خدا کے ارادہ کے خلاف ہوگی۔ اس لئے اگر اس نے توبہ نہ کی تو اس کی آواز اس پر لوٹا دی جائیگی اور اس کے لئے سوائے بربادی کے کچھ نہ ہوگا۔ اور یہی منافقوں کا انجام ہے۔

فتنہ پردازوں کی باتیں مت سنو

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پاک زبان سے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات سنا کر دنیا کی محبت ہمارے قلوب سے سرد کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے ہر قسم کے رذائل سے بچنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا مومن کو چاہیئے۔ کہ ان تمام رذائل سے بچے جن سے نہ دین کا کوئی فائدہ ہو اور نہ دنیا کا۔

پھر فرمایا
بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ فتنہ پردازی کے طور پر باتیں سنانی شروع کر دیتے ہیں۔ تا آپس میں بغض و حسد کی آگ لگائی جائے۔ اور قوم میں فتنہ و فساد پیدا کیا جائے۔

پس ہوشیار مومن وہی ہے جو ایسے لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ اور ان کو ایسی باتوں سے جرأت سے روک دے اور ان کو نصیحت کرے کہ تم ایسی عادت کو چھوڑ دو۔ اور خدا سے دعا اور استغفار کرنی چاہئے۔ اور ایسے لوگوں سے باتیں کرنی چھوڑ دینی چاہئیں تا ان کی یہ بد اخلاقی دور ہو جائے۔

حضورؑ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے صحابہ کو ایسے لوگوں سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور میں بھی اپنے دوستوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں۔

حضورؑ یہ بھی فرماتے کہ
ایسے لوگ بالکل خدا تعالےٰ سے غافل ہوتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ سے ان لوگوں کا تعلق ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسی بد اخلاقی میں مبتلا نہ ہوتے اور نہ اپنے ایمان کو ضائع کرتے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے اعمال ضائع کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا
یہ مرض بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض وقت ایک شخص نہایت سادگی اور نیک نیتی سے ایک بات کہتا ہے۔ اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ جو بات میرے منہ سے نکلی ہے اس سے لوگوں کو کیا ابتلا آئیں گے۔ مگر بدقسمت بدظنی کرنے والا اس بات کو کسی اور رنگ میں لوگوں میں پھیلانی شروع کر دیتا ہے۔ اور کہنے والے کے خلاف ایسی باتیں کہنے لگتا ہے جو اس کے وہم و گمان

(بقیہ صفحہ آٹھ کے دوسرے کالم پر دیکھیں)

حیاتِ نُور

نُور الدین اعظم رضہ

حضرت امیر المومنین نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اول کی ذاتِ گرامی کے متعلق قبلہ والد صاحب نے کچھ مواد جمع کیا تھا۔ الحکم کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ حیاتِ نُور کے عنوان سے کبھی کبھی کچھ شائع کرتا رہا ہے۔ آج کی اشاعت میں بھی ہم قبلہ عرفانی کبیر کے اس جمع شدہ مواد میں سے ایک ورق شائع کرنے کی سعادت حاصل کر کے ہمیں امید ہے کہ معزز قارئین اس موضوع کو پڑھ کر از بس مسرور و محظوظ ہوں گے۔

(ایڈیٹر)

قرآن کریم کی عظمت و محبت کا اثر

حضرت نور الدینؓ کے دل پر قرآن کریم کی عظمت و محبت کا اثر فطرتی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (جن کی نسل سے نور الدینؓ تھا) قرآن کریم کی آیات ہی کی تاثیر سے جاں ستاں سے جانفروش ہو گئے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار خادم بن گئے تھے۔ وہی جذبہ وہی تاثیر قرآن کریم سے محبت و عشق کی نور الدینؓ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ اتنی دوری کا اثر نہ تھا۔ بلکہ نور الدینؓ سے اوپر گیارھویں پشت تک حفاظ قرآن کریم کا سلسلہ چلا جاتا تھا۔ خود نور الدین کی والدہ اور باپ کو قرآن کریم سے انتہا درجہ کی محبت تھی۔ نور الدین کے باپ نے جب اپنی سب سے بڑی بیٹی کی شادی کی۔ تو رسوم متعارفہ کی پابندی کے عہدِ شدید میں بھی جہیز میں جو چیز سب سے بلند پایہ پیش کی وہ قرآن مجید تھا۔ چنانچہ نور الدین خود کہتا ہے۔

"جب ہماری سب سے بڑی بہن کی شادی ہوئی تو ہمارے باپ نے جہیز میں سب سے اوپر قرآن شریف رکھ دیا۔ اور کہا کہ ہماری طرف سے یہی ہے۔ اس قرآن شریف کا کاغذ حریری باریک بڑی محنت اور صرف زر سے میسر ہوا تھا۔ جلال پور جٹاں کے مولوی نور احمد صاحب نے سو روپیہ میں صرف لکھ کر دیا۔ جدول۔ رول۔ آیتیں بنانا۔ رنگ بھرنا۔ سونے کا پانی پھرنا وغیرہ علاوہ" (۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء بعد نماز عصر)

یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب روپیہ کی قیمت آج کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اور یہ روپیہ زمانہ حال کے کئی ہزار کے برابر کہا جا سکتا ہے۔ اور اپنی والدہ کے متعلق نور الدین کا بیان ہے کہ۔

"میری ماں اچھی پڑھی ہوئی اور قرآن شریف کو خوب سمجھتی سمجھاتی تھیں۔ وہ اعوان قوم میں سے تھیں"۔ (۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء)

"والدہ صاحبہ جن سے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے" (دسمبر ۱۹۰۶ء)

"میری ماں کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی اتفاق ہوتا تھا۔ انہوں نے تیرہ برس کی عمر سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا تھا۔

چنانچہ یہ ان کا اثر ہے کہ ہم سب بھائیوں کو قرآن شریف سے بہت ہی شوق رہا ہے - (۱۸ جون ۱۹۱۰ء قبل عصر در مسجد مبارک)

غرض نور الدینؓ قرآن کریم سے محبت و عشق اپنی فطرت میں ماں کے پیٹ سے لے کر آیا تھا۔ اور جن حالات میں نور الدینؓ نے پرورش پائی وہ ہر حالت میں اس کو قرآن مجید میں خاص تعلق پیدا کرنے کے موید رہے۔

نور الدینؓ نے قرآن کریم ماں کی گود میں پڑھا

جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے کہ نور الدینؓ کو قرآن کریم کی تعلیم تدریس کا خاص شوق تھا۔ ان کے ہاں قرآن کریم کی تعلیم کا ایک باقاعدہ اور غیر مسلسل مدرسہ تھا۔ ایسی ماں کی گود میں قرآن مجید کا پڑھ لینا نور الدینؓ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ چنانچہ نور الدین خود کہتا ہے کہ۔

"ابتداء میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن شریف پڑھا ہے۔ اور انہیں سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ اور کچھ حصہ قرآن شریف کا والد صاحب سے بھی پڑھا"۔

اس زمانہ میں قرآن مجید کا پڑھ لینا تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ عام طور پر مسلمان بچوں کو قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا لیکن جو بات نور الدینؓ کو ممتاز کرتی ہے وہ قرآن مجید کا فہم اور اس کا عمل ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی زندگی کے واقعات میں اس بات کا مشاہدہ کریں کہ قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف نور الدین کو کس طرح توجہ ہوئی۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہونا

نور الدین قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہونے کو ایک عظیم الشان نعمت خود قرار دیتا ہے۔ اور لاریب یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ خصوصاً جب تیرھویں صدی کے اس حصہ کی تاریخ سے واقفیت ہو۔ جبکہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا بھی ایک گناہ عظیم نعوذ باللہ سمجھا گیا تھا۔ اور دہلی کے عظیم الشان انسان پر ترجمہ کرنے کے الزام میں خطرناک حملہ کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ جہالت و تاریکی کے اس عہد میں نور الدینؓ کو یکایک قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اسباب عجیب ہیں۔ نور الدین کے ہی الفاظ میں سنو!

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے۔ انہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہیئے کہ اس گراں بہا جواہرات کی کان کی طرف مجھے متوجہ کیا۔ جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں وذالک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون"

اس وقت نور الدین کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ جب پہلی مرتبہ آپ کو قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ ہوئی۔ اور یہ ایک بیج تھا۔ جو قرآن کریم کے ایک بے نظیر عالم اور شفیق معلم کے دل میں بویا گیا۔ اور پھر یہ درخت اس قدر بار آور ہوا کہ آج لاریب ہزاروں ہزار انسان ہیں۔ جنہوں نے نور الدین کے منہ سے ان معارف قرآنی کو سنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نور الدین کو عطا فرمائے۔ (خدا کا شکر ہے کہ راقم بھی ان میں سے ایک ہے۔ بلکہ ان معارف کے نشر و اشاعت کی نعمت بھی پا چکا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک) نور الدین کا یہ شوق اور یہ جوش محض اس غرض اور نیت سے نہ تھا کہ وہ ایک بڑا عالم کہلائے بلکہ ان کی اصل غرض و غایت یہ تھی کہ

قرآن مجید کی تعلیم پر عملی قوت پیدا ہو جائے

چنانچہ حضرت نورالدین نے بارہا اپنے درس قرآن میں فرمایا کہ

”قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔ اور یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے“

اس لئے انہوں نے بھر عمر اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ غرض قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف نورالدینؓ کو توجہ ہوئی تو انہوں نے قرآن مجید کے فہم کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو مبذول کیا۔ اور کسی نافہم مقلد کی طرح نہیں بلکہ خود اپنا نفس مطہر ہے کر قرآن مجید کے مطالب و نکات کے سمجھنے کے لئے خدا میں ہو کر سعی کی تاکہ حقیقت و معرفت کے دروازے کھل جائیں جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

تمام علوم اور کتب کا پڑھنا محض قرآن کریم کی محبت کیلئے تھا

نورالدینؓ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ اور ہر وقت وہ اس شغل کو جاری رکھتے تھے۔ بلا مبالغہ لاکھوں روپیہ اس شوق پر خرچ کئے مگر مطالعہ کتب اور یہ اخراجات محض قرآن کریم کی محبت کا ایک کرشمہ تھے نورالدین آخر عمر میں جب گھوڑی سے گر کر بیمار ہوا۔ اس وقت کسی نادان نے اعتراض کیا۔ کہ یہ چوٹ محض اس لئے لگی ہے کہ نورالدینؓ نے ہزار ہا ہزار کتابیں پڑھی ہیں۔ نورالدینؓ نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

”مجھے کیا پسند ہے؟ خدا کی کتاب مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں مجھے خدا کی کتاب پسند آئی۔

بارہا ایک احمق نے بڑھ کر ایک بات کہی ہے۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے سر کو چوٹ کیوں لگی؟ اور کیوں وہ کچلا گیا؟ وہ احمق اس چوٹ کی وجہ بتاتا ہے کہ تم نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھیں۔ مگر قرآن شریف کو چھوڑ دیا اس واسطے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے موافق تمہیں دیا۔ اور سر کچلا گیا۔ وہ احمق نہیں جانتا کہ میرا سر خدا ہی کے فضل سے بالکل محفوظ ہے۔ باوجودیکہ تم نے دیکھا کہ چوٹ لگی اور سال گذشتہ کے انہیں دنوں دنوں میں بچنے کی امید نہ تھی۔ کلوروفارم کے ذریعہ اور کلوروفارم کے بدوں بھی اس زخم پہ عمل جراحی ہوا۔ مگر ڈاکٹر و دوسرے لوگ جانتے ہیں۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے میرے دماغ کی کیسی حفاظت فرمائی۔ جو لوگ میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ

اللہ تعالےٰ کی کتاب سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں۔ اور میری غذا جس سے میں زندہ رہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اس کتاب کی محبت اور اس کا فہم دیا ہے۔

اور میں نے دیکھا ہے کہ یہ اسی کا رحم ہے۔ کہ اس کتاب کا فہم رکھنے والا پاگل نہیں دیکھا پھر اللہ تعالےٰ نے میری دماغی قوتوں کی خود حفاظت فرمائی ہے۔ یہ اس احمق کو غلطی لگی ہے جو وہ سمجھتا ہے کہ میرا سر کچلا گیا۔

دوسری کتابیں کیوں پڑھیں

میں نے دوسری کتابیں پڑھیں ہیں اور بہت پڑھی ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری تھیں۔

بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں“

غرض نورالدینؓ کو قرآن کریم کے فہم اور تدبّر کے لئے ایک ذوق اور شوق تھا۔ اور اس کا ابتدائی بیج اس ناجبہ کے ذریعہ بویا گیا جو کلکتہ سے ایام غدر میں بھیرہ آیا تھا۔ پھر جہاں جہاں آپ گئے قرآن مجید کا شوق بڑھتا گیا اور قرآن مجید کے ترجمہ پڑھنے کی جس تحریک کو کسی سے سنا اس سے ہی محبت بڑھتی گئی اس موقعہ پہ بیان کر دینا غیر ضروری نہ ہوگا جو فسانہ عجائب کے مصنف کی شاگردی میں پیش آیا جس کا ذکر بارہا آپ نے فرمایا۔ لیکن قرآن مجید کی محبت کے سلسلہ میں ۵ اگست ۱۹۱۰ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے ذکر کیا۔ یہ اتفاق آپ کو رامپور میں ہوا

فسانہ عجائب کے مصنف کی شاگردی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے محبت

جہاں آپ حکیم علی حسن صاحب لکھنوی کے ساتھ رہتے تھے۔ اور وہاں مرزا رجب علی بیگ سرور جو ایک بوڑھے آدمی تھے رہتے تھے۔ ان سے حضرت نورالدین کی تقریب بظاہر تو فسانہ عجائب کے پڑھنے کے سوال سے ہوئی۔ مگر پھر رجب علی صاحب کے شیعہ سے سنی ہونے پر گفتگو چلی (تمام واقعہ کسی دوسرے موقعہ پر درج کیا جائے گا) انہوں نے اپنے دہلی جانے کا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ یہی حصہ اس مقام کے حسب حال ہے خطبہ جمعہ میں آپ نے نہایت اختصار سے بیان فرمایا تھا۔ اس لئے اس جگہ اتنا ہی حصہ درج کرتا ہوں

”اس نے (مصنف فسانہ عجائب) مجھ سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی ملاقات کا ذکر کیا (اور اس بات پر مجھے فخر ہے کہ شاہ صاحب کی باتیں مجھے ایک واسطہ سے پہونچی ہیں) فرمایا قرآن پڑھو حق ظاہر ہوگا۔ عرض کیا عربی نہیں جانتا۔ فرمایا ہمارے بھائی رفیع الدینؒ نے ترجمہ لفظی لکھ دیا ہے۔ اگر کچھ شبہ ہو تو کسی مذہب کے عالم سے صرف اس لفظ کا ترجمہ پوچھ لو۔ پھر مذہب حقیقی کا پتہ لگ جائے گا میں تو دور تک پہونچا (حضرت نورالدین نے اس مذاکرہ سے اس اصل کو پالیا۔ کہ قرآن مجید تمام نزاعوں اور اختلافوں میں حکم اور قاضی ہے۔ ایڈیٹر)

پس وہ سبق تو فسانہ عجائب کے دوسرے صفحہ تک رہ گیا۔ اور مجھے قرآن شریف کی بڑی محبت ہو گئی پھر میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف میں دو باتیں متخالف و متضاد ہرگز نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک جگہ کچھ کہا جائے اور دوسری جگہ کچھ ہو۔ میرے دوستو! قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں۔ بلکہ اور کوئی کتاب ہی نہیں اس کی اتباع کرو“

قرآن مجید کی محبت کے متعلق نورالدینؓ کے ارشادات اور واقعات

قرآن مجید کے ساتھ جو محبت اور شغف آپ کو تھا۔ اس کا بار بار ذکر کرتے اور قرآن مجید کا کوئی ترجمہ یا تفسیر کسی زبان میں کہیں بھی شائع ہو تو ضرور منگواتے۔

”ہمارے پاس قرآن مجید کی مختلف زبانوں کی تفاسیر موجود ہیں۔ مثلاً سندھی زبان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تفسیر ہے۔ اسی طرح چینی زبان کی تفسیر بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ایک تفسیر جاوی زبان کی بھی موجود ہے“

۲۶ فروری ۱۹۱۰ء بعد نماز فجر فرمایا۔

"میں نے دنیا کے جملہ مذاہب کی کتابیں پڑھی اور سنی ہیں ژند۔ پاژند۔ سفرنگ ۔ وساتیر۔ بائبل۔ وید۔ گیتا وغیرہ کتابوں پر بہت غور کیا ہے۔ دنیا کی تمام کتابوں کی اچھی باتوں کا خلاصہ اور بہتر سے بہتر خلاصہ قرآن کریم ہے۔ مولانا مولوی فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے ملفوظات میں میں نے پڑھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے مولانا شاہ عبد القادر صاحب سے دو سو برس پہلے ایک بھاکا کا ترجمہ دیکھا ہے جس میں اللہ کا ترجمہ من موہن لکھا تھا۔ مجھ کو بڑا شوق ہوا کہ اس ترجمہ میں بڑے بڑے مفید الفاظ ہوں گے مگر ملا نہیں۔"

یہاں مجھ کو اسی امر پر نظر اور تنقید نہیں کرنی ہے کہ نور الدینؓ قرآن کریم کی تعلیم کو کس طرح پر دوسری کتب کی تعلیم کا مقابلہ کر کے افضل و اعلیٰ قرار دیتا ہے بلکہ میں اس شوق اور محبت کا اظہار کر رہا ہوں۔ جو اس کو قرآن مجید کے ترجمہ سے ہے۔ ایک کتاب کو نور الدینؓ پڑھ جاتا ہے۔ اور اس میں قرآن کریم کے کسی ہندی بھاکا میں ترجمہ کا ذکر آجاتا ہے وہ اس کی تلاش و جستجو میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ جب تک قرآن مجید سے عشق نہ ہو یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

وہ ہر قسم کے ترجمہ کو خواہ وہ کسی نے ہی کیا ہو۔ ہر قسم کی تفسیر کو خواہ کسی مذہب والے نے کیوں نہ لکھی ہو مہیا کرتا۔ اور آج بھی اس کا کتب خانہ اس امر کا واقعاتی ثبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔

قرآن کریم کیلئے ایک خاص غیرت

جہاں نور الدین ہر قسم کے ترجمے جمع کرنے کا عادی تھا۔ اسی محبت کا اقتضاء یہ بھی تھا کہ نور الدینؓ قرآن کریم کے لئے ایک غیرت اور حمیت کا زبردست جذبہ اپنے اندر رکھتا تھا ۱۹۱۱ء کے ایام جلسہ میں ایک دوست نے قرآن مجید کے ایک ترجمہ کا مطبوعہ حصہ آپ کے پیش کیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا کہ الہامی ترجمہ۔ اس کے متعلق نور الدینؓ نے اپنی تقریر سالانہ جلسہ میں کہا۔

"پرسوں ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا۔ اس پر لکھا تھا الہامی ترجمہ مجھے دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اور مجھ کو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ ایک پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمے کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے۔

تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا

پھر کیا عدم صداقت اور عدم عدل کبھی کلمہ کی صحیح تعریف ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

اصدق کلمۃ قال الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل"

چونکہ مترجم نے لفظ الہام کی عملاً ہنسی کی تھی اس لئے نور الدین کی غیرت قرآنی نے پسند نہ کیا کہ اس کا ذکر نہ کرے۔

پھر ایک موقعہ پر فرمایا (۲ نومبر ۱۹۱۰ء)

"میں نے بائبل۔ وساتیر وید وغیرہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھی بھی ہیں اور سنی بھی ہیں۔ مجھ کو سب سے قرآن کریم ہی کی عظمت نظر آئی۔ اور کوئی چیز بھی گمراہی کا موجب نہیں ہو سکی۔ فالحمد للہ رب العالمین"

قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے نور الدینؓ کی مساعی

قرآن کریم کی طرف جب نور الدینؓ کا شوق اور توجہ دن بدن بڑھنے لگی۔ تو انہوں نے قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے کسی محنت اور صرف کی پرواہ نہیں کی۔ اور قرآن مجید کو کورانہ تقلید کے ساتھ نہیں پڑھا۔ بلکہ وہ خود اپنے نفس مطہر کو لے کر اس پر غور کرتے۔ اور تعلیمات قرآنی کی صداقت اور حقیقت کو ہمیشہ دلائل اور مشاہدات اور علوم صحیحہ کے رو سے دیکھنے کے عادی تھے۔ اس کا مختصر خاکہ ایک واقعہ سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا تھا۔

مسئلہ ناسخ منسوخ کا حل

قرآن مجید میں ناسخ منسوخ کے سوال پر ہمیشہ مسلمان علماء میں معرکۃ الآراء بحثیں ہوئی ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابیں اس پر لکھی گئی ہیں۔ نور الدینؓ فطرتی طور پر اس امر کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ آخری اور کامل کتاب جو ہمیشہ کے لئے ایک ناطق شریعت کے رنگ میں آئی ہے۔ اور جس کی تعلیم صداقت کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔ اسی میں بعض آیات ناسخ اور منسوخ بھی ہوں۔ لیکن جہاں وہ اس تعلیم کو مان لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ قرآن مجید کے متعلق کوئی ایسا عقیدہ قائم کرے جس کے لئے کوئی سند سلف صالحین میں سے اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ اگرچہ نور الدینؓ ان معاملات میں اس فرضی اور وہمی اجماع کا قائل نہ تھا۔ اس کی غرض اور مقصود اس قدر تھا کہ اگر کوئی فرد واحد بھی اس عقیدہ اور خیال کا ہو تو اس کو تقویت ہو سکتی ہے

قرآن مجید کی تعلیم اور تفہیم کا سلسلہ عربی مدارس میں تو مفقود تھا۔ اور اب تک بھی قریباً ایسا ہی رنگ چلا جاتا ہے۔ اور علماء سے ایسے مسائل پر گفتگو کرنا بھی ایک مصیبت اور بلا کو لے لینا تھا۔ اگرچہ نور الدینؓ ان باتوں سے کبھی ڈرتا نہ تھا جیسا کہ آگے آئے گا۔ مگر اس کو اس قسم کے علماء نظر نہ آئے جو تحقیقی طور پر کوئی روشنی ڈال سکیں۔ اس لئے اس نے خود تحقیقات شروع کی۔ اور وہ آپ اس واقعہ کو بیان کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تفسیر کے متعلق نور الدینؓ کا طرز عمل کیا تھا۔ اوپر میں نے بیان کیا ہے کہ نور الدینؓ نے کثرت سے کتابوں کو پڑھا۔ اور ان کتابوں کے مطالعہ کی غرض محض قرآن مجید کی خدمت تھی نہ کچھ اور اس نے آپ ہی اس راز کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کے عجائبات کیلئے اس کتاب میں دوسرا محل ہے۔ غرض تفسیر کے متعلق اپنے طرز عمل کا اظہار نور الدینؓ یوں کرتا ہے۔

"سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ مفرد کا نام کلمہ رکھ دیا جو صحیح نہیں۔ اس طرح پر بہت سے لفظ بگڑ گئے۔ اور ان کے شرعی معنے چھوڑ دیئے گئے۔ جن کو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ مشکلات ہر زمانہ میں آئی ہیں اور ہم پر بھی آئی ہیں۔ ان مشکلات کو زیر نظر رکھ کر محض تعاون علی البر کے لئے میں کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا ہوں اور تفاسیر میں ان کو مقدم کرتا ہوں۔ جو مجھے قرآن کریم کا مذکرہ کرا دیں اور ان میں اس طرح پر تفسیر کی ہو کہ ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے ہو۔ اور پھر اس کے بعد میں اس تفسیر کو مقدم کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلمات سے کی گئی ہو"

فوز الکبیر کس طرح حاصل کی

ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گذرا ہے کہ ایک تفسیر سے شوق ہی بیٹھ گیا۔ اور ایک دوست سے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہاں مل سکتی ہے دوسرے دن جب میں اس دوست کے پاس گیا۔ تو گو میں طالب علم تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ

نے طالب علمی کے زمانہ میں بھی مجھ کو مالدار رکھا ہے۔ میں جیب میں کچھ روپیہ ڈال کر لے گیا۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ وہ کتاب آئی ہے تو عطا کر دو۔

انہوں نے کہا کہ ہاں کتاب تو آگئی ہے مگر اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے۔ اس کتاب کے ساٹھ صفحے ہیں اور ایک اس کا ضمیمہ ہے اس کے ۵۸ صفحے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اور میں نے پچاس روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ بولے کہ وہ کتاب طبع شدہ ہے۔ اور اسی شہر بمبئی میں چھپی ہے میں نے کہا اچھا ہے۔ اس پر وہ کتاب انہوں نے مجھے دی اور میں اس کو لے کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا گیا۔ وہاں تیلی کی گلی مشہور ہے اس کا یہ واقعہ ہے۔ پھر میں اندر گیا تو وہ حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ باہر کیوں چلے گئے تھے۔ میں نے کہا فقہی بحث ہے تکمیل بیع کے لئے تفارق جسمی بھی قول کے

فقہی مسائل پر عمل کی مثال

ساتھ ضروری ہے یا نہیں۔ محدثین اور شوافع کا قول ہے کہ تفارق جسمی بھی چاہیئے۔ میں نے اس پر عمل کر لیا اور اس لئے باہر چلا گیا تھا تاکہ بالاتفاق کتاب میری ہو جائے۔ میری ۲۵ ویں پشت میں میرے ایک دادا نے اس مسئلہ پر عمل کیا تھا۔ میں نے اس کی سنت ادا کر لی۔

پھر اس نے پوچھا کہ کتاب کو بھی دیکھا میں نے کہا

جہاد سے چند ورم جاں خریدم

اس کتاب کا نام مجھے قدرت ہی نے ہی سکھا دیا تھا۔ میں جب اس دوست کے پاس سے اٹھنے لگا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہے۔ تب اس نے کہا کہ اظہار محبت میں یہ پچاس روپیہ نذر کرتا ہوں میں نے کہا کہ میں ہوں تو طالب علم مگر میری جیب میں اب بھی روپیہ موجود ہے۔ اس نے بہر حال وہ پچاس روپیہ واپس کر دیا۔

ناسخ منسوخ کے مسئلہ پر ایک اور کتاب مدینہ طیبہ میں ملی

اسی طرح پر جب میں مدینہ طیبہ میں گیا تو ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں۔ گو ہمارا قانون نہیں مگر آپ کے اس عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔ انہوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں چھ سو آیات منسوخ لکھی تھی۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا۔ اور مزا نہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لے گیا۔ اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہ چھ سو آیات یاد کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں وہ بڑا بڈھا اور ماہر تھا۔ اس نے ایک اور کتاب دی۔ اس کا نام اتقان ہے اور ایک مقام اس میں بتایا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے ابھی پچاس والی کو پڑھا بھی نہیں تھا (وہ کتاب جو بمبئی میں خریدی تھی اور جس کا نام فوز الکبیر ہے۔ ایڈیٹر) مگر اسے لایا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ انیس ۱۹ آیتیں منسوخ ہیں۔

میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گویا بادشاہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ۱۹ یا ۲۱ آیتیں تو فوراً یاد کر لونگا مجھے بڑی خوشی ہوئی مگر مجھے ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ اس پر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آئی

آخر میں نے کہا کہ یہ بھی پوری خوشی کا موجب نہیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ پچاس روپے والی کتاب بھی تو پڑھ دیکھیں۔ اس کو پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھ کو دیا ہے۔ اس میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں یہ پڑھکر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اب کیا مشکل ہے

میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ ناسخ منسوخ کا جھگڑا ہی غلط ہے کوئی پانچ سوچھ سو بتاتا تھا۔ کوئی انیس اکیس کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف فہم کی بات ہے اور میں نے یہ قطعی فیصلہ خدا کے فضل سے کر لیا کہ ناسخ و منسوخ کا علم صرف بندوں کے فہم پر ہے۔ ان پانچ نے سب پر پانی پھیر دیا۔

ناسخ منسوخ پر مولوی محمد حسین بٹالوی سے گفتگو۔

یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک زمانہ میں لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا تو بعض اسباب ایسے تھے کہ چینیاں والی مسجد میں گیا۔ شام کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں علی محمد (محمد علی ایڈیٹر) نے مجھ سے کہا کہ جب عمل قرآن مجید و حدیث پر ہوتا ہے تو ناسخ منسوخ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کچھ نہیں؟

اگرچہ وہ پڑھے ہوئے نہیں تھے (عالم مراد ہے ایڈیٹر) گو میر ناصر کے استاد تھے انہوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا یہ ان دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا

* حاشیہ:۔ اس واقعہ کو بوجہ اختصار سفر حرمین کے ضمن میں بھی حضرت نور الدین نے لکھوایا۔ اس میں اس دوست کا نام سودی عنایت اللہ صاحب بیان فرمایا اور تفارق جسمی کے سلسلہ میں اپنے دادا کی جس سنت کا ذکر کیا ہے اس میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ عرفانی

میں نماز میں تھا ۔ ۔ ۔
اور وہ جوش سے ادھر ادھر ٹہلتا رہا
جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کہا ادھر
آؤ۔ تم نے میرے بھائی کو کہہ دیا کہ

قرآن میں ناسخ منسوخ نہیں۔ میں
نے کہا ہاں نہیں ہے۔ تب بڑے جوش
سے کہا کہ تم نے ابومسلم اصفہانی کی کتاب
پڑھی ہے وہ احمق بھی قائل نہ تھا۔ میں نے
کہا پھر تو ہم دو ہو گئے۔ پھر اس نے
کہا سید احمد کو جانتے ہو۔ مراد آباد میں
صدر الصدور ہے۔ میں نے کہا کہ میں رامپور
بھوپال اور لکھنؤ کے علماء کو جانتا ہوں۔
ان کو نہیں جانتا۔ اس پر کہا کہ وہ بھی نہیں
مانتا تب میں نے کہا بہت اچھا پھر اب ہم
تین ہو گئے۔ کہنے لگا کہ سب بدعتی ہیں
امام شعرکانی نے لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں
وہ بدعتی ہے۔ میں نے کہا کہ تم دو ہو گئے۔
میں ناسخ منسوخ کا ایک آسان فیصلہ
آپ کو بتاتا ہوں۔ تم کوئی آیت پڑھ دو جو
منسوخ ہو۔ اس کے ساتھ ہی میرے دل میں
خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے
کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں؟
خدا تعالیٰ ہی سمجھائے تو بات ہے۔ اس
نے ایک آیت پڑھی۔ میں نے کہا فلاں کتاب
نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب
دے دیا ہے۔ کہنے لگا کہ ہاں ہے۔ پھر
میں نے کہا کہ اور پڑھو تو خاموش
ہی ہو گیا۔
علماء کو یہ وہم رہتا ہے ایسا نہ ہو ہتک
ہو۔ اس لئے اس نے یہی غنیمت سمجھا
کر چپ رہے

بھیرہ میں مزید اطمینان ہو گیا

بھیرہ میں ایک شخص سے نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں
نے اپنے فہم کے موافق جواب دیا۔ اور کہا
کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں
تو اس دوست نے کہا کہ اب ان پانچ پر نظر
ڈال لیں۔ میں نے تفسیر کبیر رازی میں بہ تفصیل
ان مقامات کو دیکھا تو تین مقام خوب
سمجھ میں آ گئے اور دو سمجھ میں نہ آئے

تفسیر کبیر میں اتنا تو لکھا ہے کہ شدت
اور خفت کا فرق ہو گیا ہے
غرض میں ان کتابوں کو پڑھتا
ہوں مگر تعاون علی البر کے لئے
نہ اس محبت اور جوش سے جو مجھے
پیارے کی پیاری کتاب سے ہے

چوتھی آیت ریل میں حل ہو گئی

پھر میں ایک
مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا
جیسے بجلی کوند جاتی ہے۔ میں نے پڑھا کہ فلاں
آیت منسوخ نہیں۔ میں بڑا خوش ہوا کہ اب
تو چار حل ہو گئیں ایک ہی حرف تک رہ گئی۔ بڑی بڑی کتابوں

پانچویں بھی حل ہو گئی

کا تو کیا ذکر میں
چھٹ بھیوں
کی بھی پڑھ لیتا ہوں۔ مگر اس غرض تعاون
علی البر کے لئے اس طرح پر ایک میں وہ
پانچویں بھی مل گئی۔ اور اس طرح پر
خدا کے فضل سے ناسخ منسوخ کا
کا مسئلہ حل ہو گیا۔" (الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۱۲ء)
ناسخ منسوخ کے مسئلہ کے حل کے لئے نورالدینؓ
نے جو محنت اور سعی کی مجھ کو اس پر کچھ بحث کرنے
کی ضرورت نہیں۔ ان واقعات کو پیش نظر رکھ کر ایک
طالب صادق کے لئے بہت سی باتیں نشانِ ملی
کی طرح ملیں گی
نورالدینؓ کی غرض تمام علوم و فنون کے مطالعہ
اور کتب کی ورق گردانی سے محض قرآن مجید کی خدمت
اور اس پر عمل کی توفیق پانا تھا۔ اس میں کسقدر ہمت بلند
اور ان تھک کوشش سے کام لیا گیا ہے وہ ظاہر ہے
پھر نورالدینؓ نے جس چیز کو صحیح سمجھ لیا اس کے
اظہار میں اس نے ہمیشہ جرأت اور دلیری سے
کام لیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کچھ شک نہیں کہ ایک
بہت بڑے عالم تھے اور رسمی علوم میں ان کی نظر
بہت وسیع تھی۔ اور معلومات کثیر تھے۔ خصوصاً
جس زمانہ کا ذکر حضرت نورالدینؓ نے اپنے
اس واقعہ میں کیا ہے اس کا علم تازہ اور مناظرات
کے لئے ایک جوش اس کی طبیعت میں تھا۔ وہ اپنے
علم پر ایسا نازاں تھا کہ خدا تعالیٰ کے مامور حضرت
مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
مقابلہ پر آ کھڑا ہوا۔ طبیعت میں جوش اور تیزی
بڑھاپے تک اس میں موجود تھی۔ حضرت نورالدینؓ
بھی ان ایام میں جوان تھے۔ اور جس قسم کے قویٰ
اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے تھے۔ ان کو دیکھ کر

ایک ہیبت دوسرے انسان پر پڑتی تھی۔ جس سرزمین
میں انہوں نے پرورش پائی تھی۔ وہاں کے لوگوں
کی طبائع اور عادات کو مدنظر رکھتے ہوئے
نورالدینؓ کا اپنے جوش اور غضب کے
جذبات پر حکومت ایک عجیب اور قابل عزت
نظارہ ہے۔ چینیاں والی مسجد میں مناظرہ غصہ اور
غضب کے ایک مجسمہ اور سکینت و اطمینان
کے فرشتہ کا مناظرہ نظر آتا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کس طرح پر اپنی کمزوری
کا احساس رکھتے ہیں۔ نہ اپنے علم پر گھمنڈ ہے
نہ معلومات پر ناز۔ بلکہ اس حالت میں اپنی کمزوری کا
اقرار کر کے اندر ہی اندر ہی خدا تعالیٰ کے فضل پر
اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔ اور اس موقعہ کے
حسب حال یہ کہہ کر کہ۔
خدا ہی سمجھائے تو بات ہے
دعا سے کام لیتے ہیں۔
غرض مناظرہ کے وقت اپنے عمل سے بتایا
کہ مومن کو جوش اور غضب سے کام نہیں لینا چاہیئے
ورنہ وہ اپنے عقل و ہوش کو کھو کر خدا تعالیٰ کی
تائید اور نصرت سے محروم ہو جائے گا۔
اور یہ بھی سبق دیا کہ اپنی کمزوری کو کسی حال میں
بھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ اور خدا کی رضا مقصود
ہو۔ اور اسی سے استعانت و استمداد
کی جائے اور حق کے اظہار میں ہمیشہ دلیر اور
شجاع ہونا چاہئیے۔
پھر اسی سلسلہ میں یہ سبق بھی نورالدینؓ
کی زندگی کے اس مواقع سے ملتا ہے کہ مومن تحقیق
کے لئے سست قدم نہیں ہوتا اور نہ تھکتا ہے
اگر واقعات کے اس سلسلہ کو لایا جائے تو یہ
سالہا سال کے زمانہ پر مشتمل ہے۔ پھر یہ امر بھی
ظاہر ہوتا ہے کہ کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی فضول
اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ایک معمولی کتاب سے
نورالدینؓ نے وہ فائدہ اٹھایا جو اس کو کسی بڑی کتاب
سے بھی نہ ہوا تھا۔ یہ طریق ہے کہ جب انسان
اسے اختیار کر لیتا ہے تو اس کے منافع سے مزید
متمتع ہوتا ہے۔ کس قدر محنت شاقہ نورالدینؓ
کو اس ایک مسئلہ کے سمجھنے اور حل کرنے میں کرنی پڑی ہے
اس کے تصور اور اندازہ کو میں قارئین کرام کے
لئے چھوڑ دیتا ہوں۔
فوز الکبیر سے حضرت حکیم الامۃ کو بہت محبت تھی
اور آپ اپنے درس میں اس کو ضرور رکھتے تھے ۔
راقم کو جب یہ کتاب پڑھائی تو فرمایا مجھ کو یہ کتاب
بہت ہی پسند ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا
اردو ترجمہ کرو۔ اور اس پر ایسے حواشی بھی لکھ دو
جو بعض مضامین کو زیادہ واضح کر دیں۔ اور مسئلہ ناسخ

منسوخ پر بھی ایک حاشیہ لکھو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ تک ان علوم و حقایق کو کھول دیا ہے جو اس وقت معلوم نہ تھے۔

میں نے اس حکم کی تعمیل میں الحمد للہ اس کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اور وہ ترجمہ آپ کی زندگی ہی میں کیا گیا۔

لاہور میں آل انڈیا نیشنل لیگ کا عظیم الشان جلسہ

ملکی معاملات پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی نہایت اہم تقریر

لاہور ۳ر ستمبر (بذریعہ ٹیلیفون) آج آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ سے قبل نیشنل لیگ کورز کا جلوس نکلا جس میں ایک ہزار کے قریب باوردی والنٹیرز شریک تھے۔ جلوس خدا کے فضل سے نہایت کامیاب اور لوگوں کی توجہ کا جاذب تھا۔ چار بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی جبکہ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور نے ملکی معاملات کے متعلق نہایت اہم تقریر فرمائی جس میں کانگریس۔ بین الاقوامی مشکلات اور مختلف اصولی باتوں کی طرف آل انڈیا نیشنل لیگ کو متوجہ کرتے ہوئے تلقین کی کہ اس کا نصب العین بہت بلند ہے اور اس کے ممبروں کے لئے لازمی ہے کہ وہ موجودہ بین الاقوامی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کریں۔ تاکہ ہر ایک قوم انسانیت کے معیار پر اپنی بنیاد رکھے۔ اور ملکی تقسیم پر ہی قائم نہ رہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ ایسی بات ہے کہ اس کو لے کر اگر آل انڈیا نیشنل لیگ اٹھے تو وہ مقصد حاصل کر سکتی ہے جو کانگرس سے بھی اس بارے میں اسے ممتاز کر سکتا ہے۔

حضور نے اس بات پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ کانگرس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر نہایت مفید رنگ میں کام شروع کیا ہے۔

نیز فرمایا۔ ہم سیاست میں پہلے بھی حصہ لیتے تھے مگر جماعتی رنگ میں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہم قانون بدلوا نہ سکتے تھے۔ اور یہ ڈر تھا کہ اگر افراد کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے دی گئی تو ناکامی کی صورت میں ممکن ہے کہ وہ مشتعل ہو جائیں اور کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جو خلاف قانون ہو۔ لیکن اب جبکہ جمہوری نظام حکومت قائم ہو رہا ہے اور ایک حد تک حکومت میں لوگوں کا دخل ہو گیا ہے ہم افراد کو بھی سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دو شرطوں کے ساتھ دے رہے ہیں۔ اور وہ شرطیں یہ ہیں۔ (۱) ان کا کوئی فعل شریعت کے حکم کے خلاف نہ ہو (۲) کوئی فعل خلافِ قانون نہ ہو۔

حضور نے مختلف اقوام میں فسادات کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بہت بڑی وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ کسی کو اپنے پیشوا کی ہتک کے متعلق مقدمہ چلانے کی اجازت نہیں بلکہ حکومت اپنے مصالحہ کی بنا پر خود مقدمہ چلاتی ہے جس کا مفید اور مؤثر نتیجہ نہیں نکلتا۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہم تعاون کے ساتھ ملکی آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور کی تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی۔ حاضری پانچ چھ ہزار کے درمیان تھی۔ سوا سات بجے نہایت کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

اور اس کو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا اور درست کیا۔ آپ کے قلم کی اصلاح اصل مسودہ پر موجود ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تعالےٰ چاہے گا تو چھپ بھی جائے گا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

میں بھی نہیں ہوتیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ بدقسمت بدظنی بھی سے دریافت کر لیتا کہ تمہارے خیال میں اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ تا وہ اپنے اچھے خیال کو ظاہر کر دیتا۔ تو یہ بدقسمت بدظنی کرنے والا بدگمانی میں مبتلا ہو کر لوگوں کے دلوں کو گندہ نہ کرتا۔

فرماتے

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تمہارے کسی دوست سے ایسی بات ہو جائے تو اسے نصیحت کر کے تقوے اور پاکیزگی کی طرف لے آؤ اور اس سے پوری ہمدردی کر کے اس کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور اتنی لمبی لمبی دعائیں کرو کہ خدا تعالےٰ تمہارے قصوروں پر رحم فرمائے۔ اور تمہارے بھائی کے قصوروں کو بھی معاف فرمائے

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

کے ایک مضمون پر جو خلافت سے قبل رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۳ میں شائع ہوا تھا مندرجہ ذیل ریویو کرتے ہیں:۔

"اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہو گا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ (یعنی مضمون حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ۔ ناقل) سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔

اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندا ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی نظیر ہی نہیں ملتی اگر ایک انسان افترا کرتا ہے۔ تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افتراء کو چھپا بھی لے۔ مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں چھپا نہیں سکتا۔"

غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نہ صرف اپنی ذات میں مقدس وجود اور اولوالعزم ہستی ہیں۔ بلکہ آپ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا درخشندہ نشان ہے۔

پس سخت نادان وہ لوگ ہیں جو آپ کی خلافت کا انکار کر کے فاولٰئک ھم الفاسقون کے وعید کا مورد بنتے ہیں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ
قادیان

ایک دفعہ فرمایا

بعض اوقات مجھے کسی دوست پر حسن ظن ہوتی ہے اور بعض لوگ اس کے متعلق ایسی باتیں میرے سامنے کرنے لگتے ہیں۔ کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو دعائیں میں اس کے لئے کرتا ہوں ان میں روک ہونے لگتی ہے۔ پس یہ طریق بہت برا ہے۔ ہمارے دوستوں کو اس سے بچنا چاہیئے

خطاب بہ مسلمانانِ ہند

از جناب عبد الستار صاحب قمر (انبالوی)

نغمۂ اسلام کی شیوہ بیانی کیا ہوئی ؟ } خلق و الفت کی شراب ارغوانی کیا ہوئی ؟
تم کو جس پر فخر تھا وہ کامرانی کیا ہوئی ؟ } دولت و ثروت کہو اپنی زبانی کیا ہوئی ؟

ہائے اس نیرنگِ گردوں نے کرایا کیا سے کیا
زینتِ اسلام تھے تم کو بنایا کیا سے کیا

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . .

ظلمتِ شب میں سراپا تم بھی ظلمت ہو گئے } بے وفاؤں میں بدل آزارِ ملت ہو گئے
تم مئے پندار سے سرمستِ وحشت ہو گئے } باغِ رضواں کو بھلا آماجِ غفلت ہو گئے

طعنۂ اغیار کے آماج تم آہ .... ہو گئے
خازنِ علم و ہنر بن کر بھی پھر تم سو گئے

درپئے آزار آخر جب ہوا یہ آسماں } جاہ و حشمت لوٹ کر تم کو کیا بے خانماں
قصر و ایواں کا ذکر کیا پھر رہا نہ آشیاں } اس نے تہذیب حجازی کا نہ چھوڑا کچھ نشاں

صاعقۂ عیش و عشرت نے جلا ڈالا تمہیں
ورطۂ غربت میں پھر ظلمت نے لا ڈالا تمہیں

پھر وہ مکتوم نوائے احمدِ مرسل جو تھا } اک نوید جانفزا کے ساتھ پھر وہ وا ہوا
سرزمینِ قادیاں میں پھر جرس بجنے لگا } "تا نہ فیضانِ محمد سے رہے کوئی بچا"

گلشنِ اسلام کی ہر طرف آرائش ہوئی
نام لیوؤں کے لئے یہ ایک آسائش ہوئی

احمدی ہوں احمدیت کا تو اپرداز ہوں } دامنِ محمود کو تھامے سراپا ناز ہوں
لوگ جس کے تھے بھولے میں وہی آواز ہوں } نغمے ہندی ہیں مرے لیکن عرب کا ساز ہوں

ساکنانِ ہند ظلمت کی سیاہ پوشی میں ہیں
اور فرزندانِ ملت آج مدہوشی میں ہیں

وصیتیں

نمبر ۸۷۳

منکہ بشیر بیگم زوجہ عبد الرحیم صاحب پراچہ قوم قریشی عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی - ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ یہ ہے - میرا مہر مبلغ دو ہزار روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے - اور میرے اپنے پاس زیور مبلغ پانچ صد روپے کا موجود ہے - اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں - میں وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ جائیداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر دوں - یا حوالہ کر دوں تو اس قدر حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاوے گی -

العبد :- بشیر بیگم بقلم خود حال وارد ڈیرہ دون -
گواہ شد - عبد الرحیم پراچہ بھیری خاوند موصیہ
گواہ شد :- سید محمد عبد الحی سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہ منصوری -

نمبر ۸۶۹

منکہ آمنہ ممتاز زوجہ میر نصر اللہ خانصاحب شیخ پور قوم میر عمر ۲۷ سال - پیدائشی احمدی ساکن شیخ پورہ تحصیل گجرات - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

۱ - میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

۲ - میری موجودہ جائیداد اس وقت یہ ہے حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے زیور طلائی قیمتی ساڑھے آٹھ سو کل ہے -

۳ - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی -

العبد - آمنہ ممتاز بقلم خود شیخ پورہ
گواہ شد - میر نصر اللہ خاں احمدی شوہر موصیہ

گواہ شد۔ میر محمد ثناء اللہ خاں احمدی سب اسسٹنٹ سرجن برادر موصیہ۔

نمبر ۸۷۶

منکہ صوبیدار شیر ولی ولد حیات خاں قوم کھوٹ قریشی پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال۔ تاریخ بیعت اوائل ۱۹۳۵ء ساکن وریاماں ڈاکخانہ کریالہ ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے جس کی کل قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ وہ ایک پختہ مکان کی صورت میں ہے۔ جو میرے گاؤں وریاماں میں میری واحد ملکیت ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ایک سو پچاس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد: صوبیدار شیر ولی ۱/۱۴ پنجاب رجمنٹ راولپنڈی حال وارد محلہ دار الرحمت۔

گواہ شد۔ عبد الرحمٰن مبشر مولوی فاضل قادیان

گواہ شد۔ ملک ستار محمد موصی ۵۷۶ حال وارد دار الرحمت قادیان۔

نمبر ۸۶۵

منکہ فضل نور زوجہ صوبیدار شیر ولی قوم کسر عمر ۲۶ سال۔ تاریخ بیعت اوائل ۱۹۳۴ء ساکن وریاماں ڈاکخانہ کریالہ ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جو کہ ۱۲۸ روپے نقد کی صورت میں ہے جو مجھے اپنے خاوند صوبیدار شیر ولی صاحب سے بطور حق مہر کے ملا ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ لہٰذا میں اپنے حق مہر کے روپیہ سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ فضل نور اہلیہ صوبیدار شیر ولی صاحب قادیان

گواہ شد۔ شیر ولی صوبیدار خاوند موصیہ

گواہ شد۔ ملک ستار محمد موصی ۵۷۶ حال قادیان

گواہ شد۔ عبد الرحمٰن مبشر مولوی فاضل۔

نمبر ۸۷۴

منکہ عزیزہ بیگم زوجہ چوہدری غلام احمد صاحب وکیل قوم ـــ عمر ۲۰ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن دولت پور۔ ڈاکخانہ پٹھان کوٹ۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

الف۔ زیور قیمتی ۸۵۰ روپیہ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) کڑے طلائی ۹ تولہ ۸ ماشہ (۲) آٹھ عدد چوڑیاں طلائی ۷½ تولہ (۳) نکلس طلائی ۳ تولہ ۱۰ ماشہ (۴) بندے طلائی ۳ جوڑیاں ایک تولہ ۵ ماشہ۔ (۵) کلپ طلائی ۸ ماشہ (۶) انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد ۹ ماشہ۔ (۷) گھڑی مالیتی ۵۰ روپے

ب۔ نقد ایک سو ساٹھ روپے۔

ج۔ مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو کہ میرے خاوند چوہدری غلام احمد صاحب وکیل پٹھان کوٹ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں مندرجہ بالا جائیداد قیمتی ۲۰۱۰ روپے کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت بھی جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد۔ عزیزہ بیگم بقلم خود دولت پور

گواہ شد۔ نذیر احمد بقلم خود سیکرٹری جماعت احمدیہ دولت پور پٹھان کوٹ۔

گواہ شد۔ غلام احمد وکیل پٹھان کوٹ خاوند موصیہ دولت پور۔

نمبر ۸۷۷

منکہ عمر علی احمدی ولد ملک رحیم بخش صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ زمینداری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن کھوکھر ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری منقولہ جائیداد پارچات، کتابوں اور مویشیوں پر مشتمل ہے جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار روپیہ کے قریب ہوگی۔ میری غیر منقولہ جائیداد از قسم مکانات و اراضیات مواضعات کھوکھر۔ محمد پور کھوکھر سپوڑ۔ تارا گڑھ۔ سلطان پور۔ ہیڈ بج اور فیروز پور وغیرہ تحصیل ملتان۔ اور مواضعات جانپور دائرہ پور اور چک تحصیل شجاع آباد۔ اور مواضعات بولیواہنی۔ چائی۔ چک ابو الفتح۔ یوسف پور عثمان کوریہ اور میراں پور و بھابہ وغیرہ تحصیل مظفر گڑھ اور مواضعات کرپال گڑھ قادر پور تحصیل ملتان میں واقع ہے۔ کل تعداد قریباً ساڑھے نو ہزار بیگھہ ہے۔ اس جائیداد کا جو اس وقت میرے قبضہ ملکیت میں ہے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میری وفات کے وقت جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹ نمبر ۱:۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

نوٹ نمبر ۲:۔ کچھ جائیداد میرے دادا نے لنگر کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اس کا کاغذات میں عملدرآمد نہیں ہے۔ وہ حصہ جائیداد اور اس کے علاوہ جتنی اور جائیداد میں لنگر کی مد میں وقف کروں۔ اس وصیت سے مستثنیٰ سمجھی جائے گی۔

نوٹ نمبر ۳:۔ میں اپنی ششماہی آمد کا دسواں حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔

العبد۔ عمر علی احمدی بی۔ اے۔

گواہ شد:۔ محمد شریف وکیل منٹگمری۔

گواہ شد:۔ بشیر احمد سب جج ہوشیار پور

گواہ شد:۔ عطاء اللہ پلیڈر امرت سر

گواہ شد:۔ محمد عظیم باجوہ حسن منزل قادیان دار الفضل۔

صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ثبوت

خدا تعالےٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جبکہ اسلام ایک ایسے دور میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید حاصل کر کے اس کا کوئی مامور اسلام کے دوبارہ احیاء کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ تو اس کی بربادی میں کوئی کلام نہ تھا۔

مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب وہ بدنظمی، پراگندگی، تشتت اور انتشار ہے جو بلائے بے درماں کی طرح ان کے سروں پر مسلّط ہے۔ اگرچہ اپنے اندر وحدت اور اتحاد پیدا کرنے کیلئے مسلمان ایڑی چوٹی کا زور لگانے اور ہر قسم کی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ مگر چونکہ وہ تمام تدابیر ارضی ہوتی ہیں۔ اور انسانی دماغ کی کدوکاوش ان کے پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی یہ تدابیر اور کوششیں پھل نہیں لاتیں۔ بلکہ پراگندگی اور تفرقہ میں آگے سے بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کو یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ وہ دین جس کے متعلق وہ الیوم اکملت لکم دینکم کی خوشخبری دے چکا ہے۔ اس کے پیرو ایک لمبے عرصہ تک اسی طرح پراگندگی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہیں۔ جبکہ خدا تعالےٰ کا حسب منطوق آیۃ وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم و لیمکّنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا۔ مومنین سے وعدہ ہے کہ جب اسلام نرغۂ اعداء میں گھر چکا ہوگا۔ اور امت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ تو موسوی سلسلہ کی طرح اس امت میں بھی خلافت کو پھر جاری کر کے اسلام کو اپنی پہلی حالت میں ظاہر کروں گا۔ اور اس کی پراگندگی اور تشتت کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ چنانچہ یہ عظیم الشان وعدہ خدا تعالےٰ نے عین وقت پر پورا کر دیا۔ اور ایک فارسی الاصل مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ کے دوبارہ احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم (یعنی آخرین میں جن کا ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے الحاق نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوبارہ ظلی اور بروزی طور پر مبعوث ہوں گے) کی تشریح فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اگر ایمان ثریا پر بھی جا چکا ہوگا تو ان میں سے یعنی اہل فارس میں سے ایک فرد یا کچھ افراد ایسے ہوں گے جو ایمان کو ثریا سے زمین پر واپس لائیں گے (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث میں جہاں سینکڑوں پیشگوئیاں ہیں جو روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ اور لاکھوں مومنین کے لئے مشعل ہدایت بنیں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یہ پیشگوئی بھی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی مسیح محمدی شادی کرے گا۔ اور پھر اس کو (صالح اور پاک) اولاد دی جائے گی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق جس کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ جس میں صرف ایک نہیں بلکہ ایک سے زیادہ اہل فارس کا ذکر ہے جو اس ایمان کو پھر قائم کریں گے۔ خواہ وہ ثریا پر ہی چلا جائے۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہ ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نیک سرشت اور پاک اولاد دیتا۔ تاکہ وہ رجالٌ من ھٰؤلاء کے مصداق بنتی۔ اور احیاء امت و تائید دین میں اپنے مقدس باپ کی نظیر ہوتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں "یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

طالمود میں ہزارہا سال قبل سے یہ پیشگوئی چلی آ رہی ہے کہ دو مسیح آئیں گے۔ پہلے مسیح کی اولاد نہیں ہوگی۔ لیکن دوسرا شادی کرے گا۔ جس کی اولاد ہوگی۔ اور اس کا لڑکا اس کا جانشین ہوگا۔ اسی طرح حضرت نعمت اللہ صاحب ولی نے اپنی ایک نظم میں تیرھویں صدی کے فساد دین کے ذکر کے بعد بعثت مسیح موعودؑ کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ہے ؎

دور او چوں شود تمام بکام　پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ اس مصرع کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مقدر یوں ہے کہ خدا تعالےٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے" (نشان آسمانی صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ موعود فرزند اور آپؑ کے جانشین **حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز** ہیں۔ جن کے وجود باجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتزوج ویولد لہ والی پیشگوئی اور طالمود کی پیشگوئی اور حضرت نعمت اللہ صاحب ولی کی مندرجہ ابیات پیشگوئی اور اسی طرح کی اور بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پیدائش سے قبل خدا تعالےٰ سے متعدد بشارات پاکر علیٰ روس الاشہاد اس کا اعلان فرما دیا تھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ . . . . تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ . . . . . اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

نور آتا ہے۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

خداتعالےٰ نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو اپنی ہستی اور اپنی قدرت کا ثبوت قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا بھی اسے ثبوت ٹھہرایا ہے۔ اور ساتھ ہی ان عظیم الشان دینی خدمات کا ذکر فرمایا ہے۔ جو خداتعالےٰ کی خاص تائید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرزند گرامی بجالائے گا۔ اور دنیا کی قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ چنانچہ ہم بے دھڑک آپ کے سامنے اس عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق پیش کرتے ہیں جس کے وجود میں ہر پہلو سے یہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ امامنا حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں شائع فرمایا تھا کہ "ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔" یہ پیشگوئی بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیدائش سے۔ اور پھر آپ کی خارق عادت اولوالعزمی اور اعلیٰ کارناموں سے جن کا بدسے بدتر دشمنوں کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کی خلافت کی حقانیت کا ایک اور ثبوت آپ کی مخالفت اور معاندین کی فتنہ پردازی ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جتنی بڑی ہستی ہو۔ اور جتنی بلند شان کا انسان ہو اس کی مخالفت بھی اسی پیمانہ پر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ہر رنگ میں مخالفت ہوئی۔ حتیٰ کہ جب خداتعالےٰ نے آپ کو مسند خلافت ثانیہ پر بٹھایا تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء جن کے ہاتھ میں سلسلہ کے تقریباً سب انتظامات تھے نہ صرف سب کچھ سمیٹ کر جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پورے زور سے مخالفت شروع کر دی۔ اور اس خلافت کو جسے خداتعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق احیاء اسلام کے لئے قائم کیا تھا۔ مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ گو بظاہر مال و دولت اثر و رسوخ اور ایسے ہی تمام زمینی اسباب ان غیر مبائعین کے ساتھ تھے۔ مگر خداتعالےٰ کے اس رحمت کے نشان کے ساتھ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آیا۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ اور باوجود بے سروسامانی اور چاروں طرف سے مخالفت کے جس اولوالعزمی سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مہم کو سر کیا۔ اور عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ اور جماعت کو اپنی قیادت میں تمام دشوار گذار راستوں میں سے صحیح و سلامت گذار کر ترقی اور عروج کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ اس کا آج ہر دوست و دشمن معترف ہے۔

اسی طرح خلافت ثانیہ کے خلاف اور بھی خطرناک فتنے ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ایک تازہ فتنہ آجکل اٹھا ہوا ہے مگر خداتعالےٰ کی سنت کے مطابق یہ فتنہ بھی مٹ جائیگا اور اس کا انجام بھی پہلے فتنوں کی طرح نہایت عبرتناک ہوگا۔ باوجود ان تمام مخالفتوں اور فتنوں کے جماعت خداتعالےٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اور وہ درخت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگایا تھا۔ اس کی شاخیں آپ کی اولاد کے ہاتھوں تمام دنیا میں پھیل رہی ہیں۔

میں آخر میں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وجود باجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ پر دیکھیں)